ترجمہ :۔ ڈاکٹر محمد ریاض
استاد شعبہ فارسی، سنٹرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد

درسِ جوانمردی

رسالہ "بہرام شاہیہ" (ترجمہ)

مصنف :۔ حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رح

اس رسالے کے ایران (کتب خانہ مرکزی، دانشگاہ تہران، کتب خانہ ملی ملک، تہران اور کتب خانہ آستانۂ قدس رضوی، مشہد) اور روس (کتب خانہ فرہنگستانِ تاشقند میں) چھ مخطوطات ہیں۔ کتب خانہ ملک کے ایک مخطوطے میں اسے "مخطوبات" اور کتب خانۂ مشہد والے مخطوطے میں اسے "صلوٰتیہ" کا نام دیا گیا ہے۔ باقی چار مخطوطات میں "بہرام شاہیہ" مرقوم ہے۔

یہ رسالہ سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان خان حاکم بلخ و بدخشاں کے نام لکھا گیا ہے۔ سلطان بہرام شاہ، حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدانؒ رح (ولادت ۱۲ رجب ۷۱۴ھ، وفات ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ) کا ارادت مند اور مرید تھا۔ سلطان کے نام حضرت مصنف رح کے دو خطوط اور رسالہ "واردات" (فارسی) بھی دستیاب ہے۔ خطوط اور اس رسالے کا موضوع ہم آہنگ ہے۔ خلاصۃ المناقب مؤلفہ جعفر بدخشی (م ۷۹۷ھ) منقبۃ الجواہر (مستورات) مصنفہ حیدر بدخشی (نویں صدی ہجری) میں سلطان کے مختصر حالات مذکور ہیں۔ موخر الذکر کتاب میں (مخطوطہ کتب خانہ خانقاہ احمدی، تہران ورق ۲۵) مرقوم ہے کہ سلطان حضرت شاہ ہمدان رح کی ایک کرامت دیکھ کر بے حد متاثر ہوا تھا، اور اسی کرامت نے اس کی کایا پلٹ دی تھی، وھو ھذا: سلطان نے ایک مرتبہ شراب نوشی کی۔ بدمستی کے عالم میں وہ بدکاری اور ایک بے گناہ شخص کے قتل کرنے کا عازم تھا کہ از روئے کرامت، حضرت شاہ ہمدان

[1] حالات کے لئے ملاحظہ ہو: سہ ماہی اقبال لاہور اپریل ۱۹۷۲ء۔ ذیلی عناوین ہم نے قائم کئے ہیں (مترجم)

اسے نظر آئے۔ آپ نے سلطان پر سخت انتقادات فرمائے اور اسے اصلاحِ احوال کی تلقین کی۔ حضرت شاہ ہمدان کی باتوں کے نتیجے میں سلطان نے محرکات کے ارتکاب سے توبۃ النصوح کر لی، اور مذکورہ کرامت آمیز واقعے سے وہ بے حد اثر پذیر ہوا۔ بعد میں سلطان کی عدالت، خدا ترسی اور جوانمردی اس کی پوری قلمرو میں مشہور ہوگئی اور لوگ اسے "شیخ سلطان" کہتے تھے۔ سلطان حضرت شاہ ہمدان کے رسالہ "واردات" کی تلخیص کو ورد کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

رسالہ "بہرام شاہیہ" میں عبادات و معاملات کے بارے میں شاہ ہمدان کے ارشادات، جوانمردی یا فتوت کے دروس کے مشابہ ہیں اور ہر صاحبِ حیثیت شخص کی خاطر لمحۂ فکریہ فراہم کرتے ہیں۔ مصنف قدس اللہ سرہ کا فرمان ہے کہ عام لوگ، حقوق العباد کی ادائگی سے اپنی بے روح عبادات کی کوتاہیوں کی تلافی کریں، اور خوشنودیٔ خلق کے ذریعے رضائے خالق کا حصول کریں۔ اب ہم اس فارسی رسالے کا تقریباً تحت اللفظ ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جب تک تقدیر کے کارخانے کے الوان وجود کے صفحوں پر منقش ہوں، اور حکیم وقدیر کے دربار خزانہ دار، ہدایت کے فیض کی بارش، مخلصوں کے باغاتِ قلوب پر برساتے رہیں۔ میرا عزیز (سلطان محمد بہرام شاہ) ربانی خوشبوؤں کی برکات سے بہرہ مند رہے۔

میرے عزیز! اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کو طویل اور پر خطر راہ پر چلنے کے لئے تخلیق فرمایا ہے۔ عام مخلوق کو اس سفر کے خطرات اور ہلاکت گاہوں کی خبر نہیں اور نجات کے اسباب کے بارے میں غافل ہیں۔ اس سفر کی منزلیں تو بہت ہیں، مگر اجمالی طور پر عالمِ بقا کے مسافروں کو چھ منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے۔

پہلی منزل، پشتِ پدر ہے، دوسری رحم مادر، تیسری دنیائے فانی کی فضا، چوتھی قبر، پانچویں میدانِ حشر اور چھٹی بہشت یا دوزخ جو دونوں ابدی مقامات ہیں اور بالترتیب ان کی نعمتوں یا سختیوں کی کوئی حد نہیں ہے: "جب تک آسمان اور زمین ہیں، لوگ ان ہی میں رہیں گے"[1] پہلی اور دوسری منزل

---

[1] هود: ۱۰۷

میں آدمی معرضِ وجود میں نہیں آتا، وجودِ انسانی کا کمال تیسری منزل میں شروع ہوتا ہے اور اس منزل میں وجود کا سرمایہ، منزلِ دنیا کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے: "بے شک ہم تمہیں آزمائیں گے، یہاں تک کہ تم میں سے مجاہدین کو جان لیں"[۱] اس منزل میں حصولِ سعادت کی کامیابی کا امکان ہے۔ دنیا ایک مسافر خانہ ہے جسے قیامت کے بیابان میں آباد کیا گیا ہے اور ہمیں یہاں چند روزہ قیام کی فرصت حاصل ہے تاکہ راہِ قیامت کے زادِ راہ کا اہتمام کر سکیں، اور اسی خاطر ہمیں ظاہری اور باطنی نعمتیں مہیا کی گئی ہیں۔ انبیاء ورسل کے توسط سے کتابیں بھیجی گئیں اور اللہ کی حجتیں استوار کی گئی ہیں اور سعادت کے حصول اور گمراہی سے اجتناب کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ نعمتوں کے درجات اور سزاؤں کی سختی سے ہمیں آگاہ اور باخبر کر دیا گیا تاکہ ہم چاہیں تو زندگی کی زود گذر فرصت کو ابدی سعادت اور حصولِ انعام کا ذریعہ بنائیں اور نعیم ابدی کی روائح سے مستفید رہیں، یا کفرانِ وقت کے ذریعے عذاب کی زنجیریں اور بیڑیاں حاصل کریں، اور بعد میں پشیمانی، افسوس اور حسرت سے دوچار رہیں۔

پادشاہی ذوقِ معنی بردن است	نی بزور و ظلم دنیا خوردن است
گر چو کرسی سرفرازی بایدت	ترکِ ملک بی نیازی بایدت
فی المثل گر صد جہان است آنِ تو	آنچہ بفریسی تو آن است آنِ تو
گر درین رہ بندہ گر آزادہ ای	می نہ بینی آنچہ نفرستادہ ای
چون تو در دنیا نگردی سرفراز	در قیامت چوں شوی از اہلِ راز

دو قسم کی اطاعتیں

جس قسم کی اطاعتوں سے انسان آخرت کی سعادت حاصل کرتا ہے، وہ بہت سی ہیں مگر ان سب کی اصل دو چیزیں ہیں: ایک امر اللہ کا احترام اور دوسرے اللہ کی مخلوق پر شفقت۔ "جس دن مال اور بیٹے فائدہ نہ دیں گے"[۲] یہ دو اطاعتیں مومن کے بال و بازو بنیں گی اور ان کی مدد سے وہ پل صراط کی گھاٹی سے بآسانی گذر جائے گا، اور ابدی نجات حاصل کرے گا۔ جیسا کہ بیان ہوا، پہلی اطاعت اللہ کے احکامِ صریح پر عمل کرنا ہے اور دوسری اس کی خوشنودی و رضا کے لئے اپنے ابنائے نوع کے

---

[۱] محمدؐ: ۳۱ [۲] الشعرآء: ۸۸

کے ساتھ احسان و نیکی کرنا ہے۔ جملہ امورِ زندگی ایک وحدت ہیں، مگر لوگ پہلی اطاعت کو حقوق اللہ قرار دیتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن مجید، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا وغیرہ، اور دوسری اطاعت کو حقوق العباد کہتے ہیں صدقات دینا، پل اور مسافر خانے تعمیر کروانا، کمزوروں، مسکینوں اور یتیموں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کروانا، مصیبت زدوں اور مظلوموں کی مدد کرنا وغیرہ اس قبیل کے کام ہیں۔

حقیقی نماز کی مشکلات:

حقوق اللہ میں نماز اطاعات میں سرفہرست ہے مگر اربابِ قلوب کے سوا[1] دوسرے لوگ اس عبادت سے کماحقہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ نماز، حقیقت میں "مناجات" ہے جس میں "مخاطبہ" شامل ہے اور حقیقت آگاہوں کے بغیر دوسرے اس کام کے اہل نہیں۔ نماز کے ظاہری ارکان بے شک قیام، تکبیر، قرأت، رکوع، سجدہ، تشہد اور تسلیم (درود شریف پڑھنا) وغیرہ ہیں۔ ان کی بجاآوری سے فرض ادا ہوتا ہے، مگر نماز کی حقیقی اور باطنی روح کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ نماز مومن کے قلب کا نور ہے۔ اس کی ادائیگی سے سعیدانِ ازلی کے قلوب مشاعلِ نور بن جاتے ہیں۔ حقیقی نماز گزار ملکوتی آئینے کے ذریعے جبروتی عکسیات دیکھنے لگتا ہے اور "ہم بے شک انہیں کائنات اور ان کے نفوس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے"[2] کے مطابق وہ کائنات کے اوراق پر آیاتِ باری کو پڑھنے لگتا ہے۔ تعیّناتِ وجود کے پردے اس کے لئے موانع پیش نہیں آتے اور براقِ حقیقت کی مدد سے وہ عالم جبروت میں جا پہنچتا ہے۔ نفسانی خواہشات، ہوا و ہوس اور مکائدِ شیطان کے اسیر ایسی نماز کا تصوّر کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ نماز زبانی سے زیادہ عملی نوعیت کی عبادت ہے۔ سورۃ الفاتحہ کی ایک آیت میں ہے: "ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں"۔ میرے عزیز! جب تم حرص اور نفس کے بندے بن جاؤ، اور شیطان کا حکم مانتے رہو اور جملہ کاموں میں اپنی فوج اور خزانے پر بھروسہ رکھو، تو اس آیت پر کہاں عمل کرو گے؟ ایسا کہنا جھوٹ ہو گا۔ جھوٹ شرع اسلامی میں سخت گناہ ہے اور خدا کے ساتھ جھوٹ بولنے کی شدت گناہ کا اندازہ کر لو: "اس سے بڑا ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ اور

---

[1] قرآن حکیم (۲: ۴۵) میں ہے: "ڈرنے والوں کے سوا، دوسروں پر نماز گراں ہے" (حاشیہ مترجم)

[2] [illegible]

افترا باندھے؟"[1] ان ابتدائی باتوں کے بعد ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اہلِ دل کو نماز کے بارے میں چند جملے لکھ دیں۔

اربابِ قلوب کی نماز:

عزیزم! نماز حقیقی طور پر ان کی ہے جو اس عبادت کا ارادہ کرتے ہی ماسوا اللہ کو کلی طور پر فراموش کر دیں۔ ہاتھ دھوئیں تو گویا غیر اللہ کی نفی کر دیں۔ کُلی کریں تو ذکرِ الٰہی کی حلاوت پائیں، ناک میں پانی ڈالیں تو نفحاتِ ربانی کی خوشبو بھری نسیم کے جھونکے محسوس ہوں اور اخلاق گرا دمیں کا فور ہوتی نظر آئیں، منہ دھونے میں انہیں حیا کا آبِ حیات نصیب ہو، وہ توکّل کے آبِ زلال کے ساتھ کہنیاں دھوتے ہیں۔ تواضع وانکساری کے چشمے کے پانی سے سر کا مسح کرتے اور آبِ استقامت کے ساتھ پاؤں دھوتے ہیں۔ اس طرح وضو کر کے وہ دل کے قبلے کو کعبۂ حقیقی کی طرف موڑتے ہیں۔

اہلِ دل نمازی وہ ہیں جو نیت باندھنے میں مخاطباتِ روحانی کے وعدوں کی تجدید کریں۔ اللہ اکبر کہنے میں موجوداتِ ہستی کو آفتابِ کبریا سے مستنیر ہوتا دیکھیں۔ رفع یدین ر ہاتھ اٹھانے) میں اوہام، خرافات اور توہمات کو پس پشت ڈال دیں۔ سبحنك اللّٰھم وبحمدك، کہنے میں اپنے پاکیزہ بال و پر کی مدد سے وہ اپنے آپ کو عالمِ قدس میں خیال کریں۔ نعوذ پڑھنے میں عصمتِ باری کے ایسے حصار میں داخل ہوں جہاں شیطان کا گذر نہیں بسم اللہ شریف میں انہیں سعادات وعنایاتِ باری کی بارش نظر آئے الحمد للہ کہیں تو عوالم سفلی وعلوی کے مظاہر کے درجات نظر آئیں۔ الرحمٰن الرحیم میں وہ رحمت کے بحرِ بیکراں سے سب کو مستفیض ہوتا دیکھتے اور امواجِ احدیت کے تلاطم کو ہر شے پر محیط پاتے ہیں۔ وہ بحرِ ازل اور بحرِ ابد کو متصل دیکھتے اور ملک یوم الدین، کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ کائنات کے ذرّے ذرّے میں افضالِ باری تعالیٰ کا سرِّ عیاں دیکھ کر وہ کمرِ بندگی مضبوطی سے باندھتے اور ایاك نعبد کا اقرار کرتے ہیں۔ عالمِ اسباب میں وہ فرائضِ امانت اور ذمہ داریوں کے بوجھ کے سامنے اپنے آپ کو یکا و تنہا محسوس کر کے وایاك نستعین کی دعا استدعائے استعانت کرتے ہیں۔ سالکانِ راہ باری اور عابدانِ شب زندہ دار کی مشکلات اور وساوسِ شیطانی کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے

---

[1] الانعام : ۲۱

وہ " اھدنا الصراط المستقیم " کی دعا کرتے ہیں۔ اس وقت کی دعا کرتے ہیں۔ جس وقت مجلسِ اُنس کے ان خوش قسمتوں کو یاد کرتے ہیں جو " الست[1] " کی شرابِ ازل کی مستی کے ساتھ رخصت ہو گئے ہیں، تو " صراط الذین انعمت علیھم " کہتے ہیں۔ معاً انہیں ان مہجورانِ جمال اور مطرودانِ ازلی کا خیال آتا ہے، جو بساطِ قبولیت پر ہار گئے اور خجل و گم گشتہ راہ زندگی گذار گئے اس لئے یہ نمازی " والضالین " کہہ کر ان کے انجام سے پناہ مانگتے ہیں۔ یہ سورۂ فاتحہ کے ان مطالب کی طرف اشارات ہیں، جن پر اہلِ دل کی توجہ رہتی ہے۔ میرے عزیز! اس بیان سے تجھے اہلِ دل کی نماز کی عظمت کا احساس ہو گیا۔ کاش تو ساری عمر میں ایک ہی فاتحہ اس طرح پڑھ سکے اور شاہبازانِ میدانِ ولایت کے علو کا خیال کر سکے۔

ولیک این صفت رہروانِ چالاک است — تو نازنین جہانی، کی توانی کرد
گر دست و پای اصل را فرو توانی بست — پس رنگ و بوی جہان را توانی کرد
اگر بہ آبِ ندامت، برآوری غسلی — ہمہ کدورتِ دل را صفا توانی کرد
زمنزلِ ہوسات ار دو گام پیش نہی — نزول در حرمِ کبریا توانی کرد

اہلِ دل کی نماز کی مثال سے تم دیگر عبادات کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہو۔ اس سے واضح ہو گیا کہ تم اور تم جیسے دنیا دار لوگوں کو عبادات، محض اسقاطِ فرائض کی خاطر ہیں اور ان سے روحانی فوائد حاصل ہونا محال ہے۔ اس خاطر میرے عزیز! دوسری قسم کی اطاعت یعنی حقوق العباد کی ادائگی سے اپنی نجات کے سامان پیدا کرو۔

مخلوقِ خدا کے ساتھ حسنِ سلوک:۔

تمہیں مخلوقِ خدا کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے مواقع و اسباب میسر ہیں، اس خاطر ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ ہر شخص کا حصولِ تقرب کی کوشش کرنا، اس کے مخصوص حالات اور وسائل پر منحصر ہے۔ حاکم و بادشاہ عدل و احسان کے ذریعے اپنی نجات کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔ حدیثِ اقدس میں ہے کہ روزِ قیامت عام لوگوں کو سب سے پہلے نماز کی پرسش ہو گی، مگر حاکموں کو اس

---

[1] اشارہ۔ الست بربکم قالوا بلیٰ، شھدنا الخ الاعراف ۱۷۲

اس کے ساتھ ساتھ عدل و احسان کی بھی پوچھ گچھ ہو گی۔

تو ہاتھ اور زبان سے، مخلوقِ خدا کے ساتھ جو نیکی کرے گا، وہ آخرت کے لازوال خزانوں میں سے ایک خزانہ ہو گا۔ آج اقتدار کے دن، ایسے خزائن کو جمع کرنے کی فکر کر کیوں کہ یہ ضرورت اور ماندگی کے دن کام آئیں گے۔

موقفِ حیات کی دشواریاں:

میرے عزیز! لوگوں کی نظر میں دنیا کے عام کاموں کی بے حد اہمیت ہے اور آخرت کی دشواریوں کا انہیں احساس نہیں، الاماشاء اللہ حالانکہ مناسب تھا کہ لوگ دنیا کے کاموں کو اہمیت دینے کے ساتھ آخرت کا بھی ویسا، بلکہ اس سے زیادہ خیال کرتے۔ حقیقت یہ ہے مواقفِ حیات بے حد دشوار ہیں۔ روایت ہے کہ روزِ قیامت کی ہیبت سے آسمان پھٹ جائیں گے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی مانند ہوا میں منتشر ہونے لگیں گے۔ فرشتے زمین پر اتریں گے اور صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ سورج مخلوق کے سروں سے ایک میل کے فاصلے پر ہو گا اور لوگ گرمی اور پیاس کی شدت سے تنگ اور پسینے میں شرابور رہوں گے۔ دوزخ وہاں آموجود ہو گا اور اس سے آگ اور دھواں نکل رہا ہو گا۔ حضرت جبار جلّ جلالہ تجلّی فگن ہو گا۔ حضرت ابراہیم خلیل صلوات اللہ علیہ، اس وقت اپنے جگر گوشے کو فراموش کر چکے ہوں گے۔ اس سے عام لوگوں کی دہشت زدگی کا اندازہ کر لیں۔ اس نفسانفسی کے عالم میں حکام و ملوک سے صرف ان کی ذات کی پرسش نہ ہو گی، مخلوقِ خدا کے ساتھ عدل و احسان کرنے کے معاملات کی بھی پوچھ گچھ ہو گی کیونکہ یہ حقوق العباد کا تقاضا ہے اور ان کی ذمہ داری ایسی ہی ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کے بارے میں نصائح:

عزیزم! نجات کے طالب اور نیک نامی کے آرزومند ہو، تو بندگانِ خدا کے ساتھ اس طرح رہو کہ بوڑھے تمہیں اپنا بیٹا جانیں، جوان تمہیں بھائی کہیں اور بچے باپ، تم اپنی رعایا میں سے مظلوموں کے مددگار بنو، ظالموں کو سزا دو، گناہ گاروں کی اصلاح کرو، توبہ کرنے والوں کو سنبھلنے کا موقع دو اور مطیع افراد کے قدردان رہو، تم بات کے سچے، قول کے پکے اور نعمت کا شکر ادا کرنے والے بنو، تکلیف میں صبر کرو، ہر عمل میں اخلاق برتو اور خاکساری و تواضع کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

بادشاہ، عوام کے خزانے کا امین اور وکیل ہے مبادا خزانے میں بے جا تصرف کرو، حق کے

مطابق لو اور حق کے مطابق ہر ایک حقدار کو دو، رعایا کے جملہ کاموں کی خود نگرانی کرو۔ بڑا اچھا ہے کہ تم نے ہر گاؤں میں تدریس کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تدریس اور احتساب ساتھ ساتھ عمل پذیر رہیں۔ میرے عزیزہ! جہالت کی تاریکی دور کرنا اور لوگوں کو بدعات سے بچانا، تیری ذمہ داری ہے۔ مبادا اس کام میں تساہل برتو۔ شرع اسلامی کے نفاذ میں کسی سے رعایت نہ کرو۔ حاکم کا حق اطاعت مانا جانا ضروری ہے تیرے جائز حکم کو نفاذ پذیر ہونا چاہیے۔ کسی کو حق کی خاطر سزا نہ دو، تو اس میں اپنی ذاتی رنجش یا پسند و ناپسند کو جگہ نہ دو امر حق میں نفس اور ہوا و ہوس کی آمیزش نہ ہو۔ اگر کبھی شرع کے نفاذ میں غلطی کر جاؤ تو توبہ کرو اور تلافی مافات کی خاطر عدل و احسان اور صدقات پر زیادہ توجہ دو۔ خلوت میں ریاکاری سے بچ کر خدا کا ذکر کرو اور پوشیدہ طور پر نیکی کے کام کرو۔ اس سے قلب کا انجلا ہوتا ہے۔

افواہوں کی تحقیق کر لیا کرو۔ جس طرح تمہیں اپنے گھر والوں کی عصمت اور پاک دامنی کا یقین ہے اسی طرح دوسروں کے حرم کو باعصمت اور محترم جانو مبادا کبھی کسی غیر محرم کو پر ہوس نگاہ سے دیکھو۔ جس کام کے کرنے کا دوسروں کو حکم دو پہلے اُس پر خود عمل کرو کیونکہ بے عمل ناصح کی بات بے اثر ہوتی ہے اور ایسا شخص عنہ اللہ ماخوذ ہوگا۔ میرے عزیزہ! حرام خوری اور حرام کاری سے بچو۔ کمزوروں کو مال اللہ سے محروم نہ رکھو کیونکہ اس طرح حقیقت میں تم اپنے آپ کو محروم کرو گے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ تنگی و فراغت ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ آج اگر خزانہ آباد ہے تو اس کی قدر کرو اور اسراف و تبذیر سے بچو۔ مصیبت زدوں اور حاجت مندوں کی البتہ جتنی مدد کرو گے، خدا خزانے کو اسی قدر برکت دے گا۔

تقویٰ اور اکل حلال:۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص محترم و معزز ہے جو صاحب تقویٰ ہے۔ تقویٰ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں مرعی رکھا جاتا ہے۔ تجھے تقویٰ اور اکل حلال کا لحاظ رکھنا ہے۔ لوگ آسودہ حال ہوں مگر حلال طریقوں سے مال کھائیں۔ خرچ اور آمدنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جیسی آمدنی، ویسا خرچ لیکن یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حرام طریقوں سے ہاتھ آنے والی آمدنی، حرام کاموں میں ہی خرچ ہوتی ہے اور اس سے دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب ملتا ہے اس خاطر حرام کی بندش کروانا ضروری ہے۔ مہربانی اور حسن سلوک اور کام کاج دینے میں تمام رعایا کے ساتھ مساوات برتو۔ ایسا نہ ہو کہ بعض افراد کے ساتھ اچھا

برتاؤ کرو اور دوسروں کو مطرود جانو۔ آنحضرتؐ کا فرمان ہے: جس کسی کو بہشت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے دل میں نرمی اور مہربانی جاگزین رہتی ہے جس کی مدد سے وہ ابدی سعادت کا سامان حاصل کرتا ہے اور جس کسی کو جہنم کی خاطر بنایا گیا۔ اس کے دل میں غرور اور سختی سمودی گئی ہے۔ پہلی قسم کا شخص نیکی کا طالب ہے اور دوسرا برائی پر راضی۔ میرے عزیز! تم انصاف سے دیکھو کہ نیک کاموں سے مسرت حاصل کرتے ہو یا برے افعال سے؟ اگر اپنے آپ میں نقائص پاؤ، تو انہیں دور کرنے کی فکر کرو اور اللہ تعالیٰ سے استعانت کرو۔ وہی سعادتوں اور شقاوتوں میں تغیر کر سکتا ہے!

جو کچھ میسر ہو، اس پر شکر کرو کیوں کہ شکر سے انعام و اکرام باری میں اضافہ ہوتا ہے۔ شکر کے حقوق ادا نہیں کر سکتے ہو، تو انعام و حوادث ہر دو پر رضا اختیار کرو۔ اس سے دل کو اطمینان ملے گا۔ رضا نصیب نہ ہو تو صبر کرو اور بے قراری اور جزع و نزع سے بچو۔ صبر، کشائش اور فراخی کا موجب بنتا ہے۔ جس کسی میں شکر، رضا یا صبر کی صفات نہ ہوں، وہ راہ جہنم پر گامزن ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذاب دوزخ سے بچائے اور نفس و شیطان کے شرور سے ایمن رکھے۔ اسی سے دعا ہے کہ اپنی رحمت سے ہمیں حیرت کے بیاباں اور تاریکیوں، نیز غفلت کے بہشت سے باہر نکالے "بے شک وہ نزدیک اور دعا قبول کرنے والا ہے"[۱]۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ[۲] (اور جو ہدایت کی پیروی کرے، اس پر سلامتی ہو) تمت

---

[۱] ہود ۶۵ [۲] طٰہٰ: ۴۷۔ حضرت شاہ ہمدانؒ اپنی ہر تحریر کے آخر میں یہی آیت مبارک لکھتے رہے ہیں۔

....

ایک فلسفہ یا نظام حکمت اشخاص کی سند یا شہادت پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ علمی حقائق اور عقلی استدلال پر اپنا دار و مدار رکھتا ہے۔ اُس کے تصور کو اس لئے نہیں مانا جاتا کہ کوئی شخص اس کی حمایت کر رہا ہے بلکہ اس لئے مانا جاتا ہے کہ وہ ایسے علمی حقائق پر مبنی ہے جو معصوم اور مسلم ہیں یا جن کے عقب میں ایسا زوردار عقلی استدلال موجود ہے جو ان سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتا۔

(ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ۱۱۰)